بچوں کی دینی تربیت مگر کیسے؟

حسب ارشاد

پیر طریقت
حضرت مولانا گل رئیس نقشبندی مدظلہ
مدیر جامعہ دارالہدیٰ (مرکزی) ڈواپل بنوں

مرتب

مفتی محمد عبداللہ نقشبندی
مسؤل ضلع بنوں وفاق المدارس پاکستان

قاسم نانوتوی لائبریری
جامعہ دارالھدی جامن روڈ بنوں

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

- حرف آغاز 5
- بچوں کی دینی تربیت مگر کیسے؟ 6
- والدین کے لئے چیلنج 6
- والدین کی اولین ذمہ داری 6
- دنیا فانی آخرت لافانی 7
- بچوں کی دینی تربیت 7
- دو باتیں 8
- پہلی بات 8
- دوسری بات 9
- ولادت 10
- اذان 11
- تحنیک 12
- عقیقہ 12
- نام رکھنا 13

بچوں کو سب سے پہلے کیا سکھائیں؟	14
کلمہ طیبہ	14
کلمہ شہادت	15
ایمان مفصل:	15
ایمان مجمل:	15
ایک ضروری بات	16
تربیت کا سنہرا وقت	16
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت	17
قرآن عظیم الشان کی تعلیم	17
نماز کی تعلیم وترغیب	18
مسنون دعائیں	18
آدابِ زندگی	19
لباس کے آداب واحکام	20
بڑوں کی عزت	20
ملاقات کے آداب	21
گفتگو کے آداب	23
سونے کے آداب	25
جاگنے کے آداب	26
کھانے کے آداب	26
پانی پینے کے آداب	27

حرفِ آغاز

اولاد، اللہ کی طرف سے عظیم نعمت ہوتی ہے۔ اللہ کی اس نعمت کا شکر، ان کی بہترین تربیت ہے۔ تاکہ کل یہ خاندان اور معاشرے کے لئے نافع انسان بن سکیں۔ دینِ اسلام دینِ کامل ہے، جس میں بچوں کی بہترین تربیت کے حوالے سے واضح تعلیمات موجود ہیں۔

''بچوں کی دینی تربیت مگر کیسے؟'' کے عنوان سے پیدائش سے لے کر جوانی تک والدین کے ذمے تربیت کی جو ذمہ داریاں دینِ اسلام نے عائد کی ہیں اس کو ترتیب وار جمع کیا گیا ہے۔

اللہ کریم اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

دعا جو و دعا گو
محمد عبداللہ نقشبندی
مسؤل شعبہ حفظ ضلع بنوں
وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بچوں کی دینی تربیت مگر کیسے؟

والدین کے لئے چیلنج

بچے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون ہوتے ہیں۔ بچوں کی خوشبو والدین کو ہمیشہ نہال رکھتی ہے. بچے گھر کا حسن ہوا کرتے ہیں۔مگر جونہی بچوں کا بچپنا ختم ہوتا ہے اور شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو والدین کا امتحان شروع ہوجاتا ہے۔ بچوں کی تربیت پہلے زمانے میں بھی والدین کے لئے بہت بڑی ذمہ داری ہوتی تھی مگر موبائل، انٹرنیٹ کے بعد بچوں کی بہترین تربیت والدین کے لئے ایک چیلنج بن گئی ہے. فیس بک، وٹس ایپ، انسٹاگرام اور ٹک ٹاک آنے سے پہلے والدین کے پاس بھی بچوں کی تربیت کے لئے بہت سارا وقت ہوتا تھا اور بچوں کا سارا دھیان بھی والدین، بہن بھائیوں کی طرف ہوتا تھا، مگر اب تو مسئلہ یہ ہے کہ بچوں کے شوق بھی بدل گئے اور والدین کے پاس جو فرصت بچتی تھی اس کا اکثر حصہ موبائل کی نذر ہوجاتا ہے۔

والدین کی اولین ذمہ داری

بچوں کی بہترین تربیت والدین کی اولین ذمہ داری ہے. اس میں سستی اور کوتاہی کا وہی حکم ہے جو دیگر فرائض و واجبات کا ہے کیونکہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان

اور پتھر ہوں گے۔ اُس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں اُس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے''۔

محسنِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا (حاکم سے مراد منتظم اور نگراں کار اور محافظ ہے) اور آدمی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی حاکم ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق سوال ہوگا۔ غرض یہ کہ تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا۔''. ان ارشادات کی روشنی میں فقہاء کرام فرماتے ہیں بچوں کی دینی تربیت والدین کے فرائض میں شامل ہے۔

دنیا فانی آخرت لافانی

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ایک ہے دنیا کی زندگی اور دوسری ہے آخرت کی زندگی، جس طرح والدین بچوں کی دنیاوی زندگی کی بہتری کے لئے کوشاں رہتے ہیں میرا خیال ہے اس سے کہیں زیادہ ان کی اُخروی زندگی کے لئے فکرمندی ضروری ہے کیونکہ آخرت لافانی ہے اور دنیا فانی، اور جن کی آخرت سنور گئی بلاشبہ ان کی دنیاوی زندگی بھی بہتر ہوگی، کیونکہ دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔

بچوں کی دینی تربیت

اللہ کا ہم پر بے پناہ کرم ہے کہ ہمیں اسلام کی عظیم نعمت سے نوازہ ہے۔ بحیثیت

مسلمان ہمارے ذمہ فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ دینی تربیت کا احساس بھی رکھیں اوراس ذمہ داری کوبحسن وخوبی ادا کرنے کے لئے سنجیدہ کوشش بھی کریں.اب اگرکسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہو کہ ہم اپنے بچوں کی دینی تربیت کیسے کریں؟اس کا جواب نہایت آسان ہےاور ہرکسی کے لئے قابلِ عمل بھی۔

دینِ اسلام ایک کامل اورمکمل دین ہے، اس میں بچوں کی دینی تربیت کے حوالے سے کامل رہنمائی موجود ہے البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ارادہ کریں اور دیگر ضروری کاموں کی طرح بچوں کی دینی تربیت کوہم اپنی ترجیحات کا حصہ بنائیں۔

دو باتیں

تربیتِ اولاد کے حوالے سے والدین کے لئے دو باتیں سب سے زیادہ ضروری ہیں۔اگر یہ دو باتیں پہلے سے والدین کے اندرموجود ہیں تو ایسے والدین یقیناً خوش قسمت ہیں، وہ اللہ کا شکرادا کریں اوراللہ کی ان نعمتوں سےخوب فائدہ حاصل کریں. خدانخواستہ اگرکسی کے اندران دو عادتوں کی کمی ہوتو ان کو چاہیے کہ وہ تکلّف کے ساتھ اپنے اندر یہ پیدا کریں.اگرواقعی وہ تربیتِ اولاد کے لئے حساس اورفکرمند ہوں۔

پہلی بات

پہلی عادت یہ کہ والدین اپنے بچوں سے محبت کرنا جانتے ہوں.کچھ لوگوں کے لئے یہ جملہ عجیب ہوگا مگر حقیقت یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں سے طبعی طور پرمحبت یقیناً کرتے ہیں البتہ اظہارِمحبت میں کبھی کبھار بہت شرمیلے اوربخیل واقع ہوتے ہیں یالاعلم،اس کے لئے اپنے آپ کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینا ہوگا۔

والدین بچوں کے سب سے پہلے سرپرست اورمربّی ہوتے ہیں، اگر والدین بچوں

کی توجہ، التفات اور محبت حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو یہ بہترین تربیت کی پہلی کڑی ہے۔ محبوبِ دو جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جملوں میں تربیتِ اولاد کا مکمل نصاب بیان کیا ہے۔

فرماتے ہیں: ''بچوں سے محبت کرو اور ان کے ساتھ الفت و محبت سے پیش آؤ"۔

کیونکہ جو والدین چاہتے ہیں کہ ہمارا بچہ یا بچی با کمال بنے، معاشرے میں امتیازی مقام حاصل کرے، لوگوں کے لئے مینارہ نور شخصیت بنے تو اس کے لئے پہلے ان کا دل فتح کرنا ضروری ہے تب جا کر ان کے دماغ تک رسائی ممکن ہے اور دل محبت ہی سے فتح کیا جاتا ہے۔ غصہ، تندی، بے جا سختی سے بچے پر مصنوعی اور وقتی رعب تو جمایا جا سکتا ہے، بہترین تربیت بہر حال نہیں ہوسکتی. لہٰذا! جو والدین اپنے بچوں کے ساتھ دوستی اور بے تکلفی کا رشتہ بنانے میں کامیاب ہوں تو بجا طور کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مستقبل خوشگوار اور پُرسکون ہوگا۔

دوسری بات

دوسری عادت، حوصلہ افزائی اور سراہنا ہے۔ ہر بچّے میں بہت ساری صلاحیتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، اِن صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی اچھی کارکردگی پر ان کی بھرپور انداز میں پزیرائی کی جانی چاہئے۔ ان کی یہ تعریف نہ صرف اُنہیں خوشی دے گی بلکہ والدین کی ہر بات بھی وہ بغور سنیں گے اور بہتر طور پر سوچنے کی صلاحیت ان میں بیدار ہوگی۔" حوصلہ افزائی" اور" پزیرائی" جیسے عمل بچّوں کے آگے بڑھنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ حوصلہ افزائی سے وہ مزید بہتر کارکردگی انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

بچّوں کی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر حوصلہ افزائی ضرور کرنی چاہئے۔ مثلاً کوئی چھوٹا موٹا تحفہ دیں۔ اُس کی کسی پسندیدہ جگہ پر لے کر جائیں۔ گُل پوشی کی جائے۔ اُس کے لئے اچھے اچھے پیغامات لکھ کر کسی کاپی میں رکھیں۔ کچھ کر ہی نہیں سکتے ہو تو کم از کم کندھے پر شاباشی والی تھپکی ہی دی جائے۔ اِس طرح کرنے سے بچّوں کو مزید بہتر کرنے کی ترغیب ملے گی اور اُن کی صلاحیتیں مزید نکھر کر سامنے آئیں گی۔

یہ دو عادتیں ایسی ہیں جس سے بچوں کی تربیت والدین کے لئے نہایت آسان ہو جاتی ہے اور موثر بھی۔

ولادت

ولادتِ اولاد کا مرحلہ انتہائی نازک ہوتا ہے۔ دردِ زہ والی عورت موت و حیات کی کشمکش میں ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں اس عورت کے علاج و معالجہ میں کوئی بھی سستی اور کوتاہی نہ کریں اور ساتھ ساتھ اس عورت کو اور اس کے اہل و عیال کو چاہیے کہ وہ مکمل طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ احادیثِ مبارکہ میں کرب و تکلیف کی حالت میں کچھ دعائیں منقول ہیں۔

یہاں پر چند دعائیں بیان کی جاتی ہیں، اگر ہم ولادت کی تکلیف کے دوران ان دعاؤں کو پڑھیں گے تو اللہ رب العزت تمام مراحل آسانی اور عافیت کے ساتھ انجام فرمائیں گے۔

(1) ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ“

(2) يَا حَيُّ يَا قَيُّوُمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

(3) اَللّٰھُمَّ لَا سَہْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَہْلًا وَّاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزَنَ اِذَا شِئْتَ سَہْلًا

(4) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

(5) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

اس کے ساتھ ساتھ اس کے گھر والے اس کے علاج و معالجہ کے انتظامات کا خیال رکھتے ہوئے نوافل، صلوۃ تسبیح اور سورۃ یٰسین کا اہتمام کریں، اس سے اللہ کی رحمت متوجہ ہوگی اور عافیت کے ساتھ ولادت ہوگی۔

اذان

ولادت کے بعد بچہ یا بچی کو نہلانے دھلانے کے بعد سب سے پہلا کام دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کروانا، سنت ہے۔حضرت عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت ان کے کان میں اذان دیتے ہوئے دیکھا، جس طرح نماز میں اذان دی جاتی ہے

بچے کے کان میں اذان دینے کا مقصد یہ ہے کہ سب سے پہلی آواز جو وہ اپنے کانوں سے سنے وہ رب کی کبریائی اور کلمہء توحید پر مشتمل ہو، اس مقصد کے پیشِ نظر اذان واقامت پیدائش کے فوراً بعد دی جائے، نیز اذان سے شیطان بھاگتا ہے اور حدیث میں ہے کہ شیطان ولادت کے وقت بچے کو ستا تا ہے، جس سے بچہ چلّاتا ہے، پس ولادت کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان دینے میں شیطان کو دور کرنا بھی مقصود ہوتا ہے تاکہ وہ بچے کو پریشان نہ کرسکے۔

تحنیک

ولادت کے بعد اگر کوئی صالح عالم کھجور چبا کر بچے کے تالو میں اس طرح لگائے کہ اس کے پیٹ میں اس کا اثر پہنچ جائے، اس عمل کو عربی میں تحنیک کہتے ہیں۔ اگر کھجور نہ ملے تو شہد یا کوئی بھی میٹھی چیز چبانے کے بعد تھوڑی سی بچے کے تالو میں لگائیں، یہ سنت عمل ہے. حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو بچے کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بچے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور منگوائی اور چبا کر بچے کے منہ میں رکھی تو پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعابِ دہن تھا. حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، میں اس کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی اور برکت کی دعا فرمائی۔

مشہور محدث حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تحنیک کرنے والا متقی، صالح اور نیک آدمی ہو، اگر مرد موجود نہ ہو تو نیک صالح عورت سے تحنیک کرا دے. تحنیک کروانے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ بچے کے مزاج میں اور اخلاق میں مٹھاس پیدا ہو، چنانچہ تحنیک کرنے اور کروانے والے کو سنت کی نیت کے ساتھ ساتھ یہ نیت بھی کرنی چاہیے۔

عقیقہ

بچے یا بچی کی پیدائش کے ساتویں روز بکرا، بکری یا مینڈھا ذبح کرنے کو عقیقہ کہتے ہیں، یہ سنت ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ہمیں حکم دیا کہ لڑکی کی طرف سے ایک اور لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بکریاں ذبح کریں۔۔حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے عقیقہ میں دو دو مینڈھے ذبح کیے۔فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر والدین دو بکرے ذبح کرنے کی طاقت اور استطاعت نہ رکھتے ہوں تو ایک ہی ذبح کافی ہے۔

عقیقہ اللہ کی نعمت کا شکریہ اور اس پر اظہارِ خوشی کا ایک طریقہ ہے اور شیاطین کی شر سے محفوظ رکھنے کی تدبیر بھی ہے۔اگر کسی عذر کی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکے تو چودھویں دن مستحب ہے اگر چودھویں دن بھی نہ کر سکے تو اکیسویں دن بھی کر سکتے ہیں۔ عقیقہ ذبح کرتے وقت زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ الفاظ کہے۔ بِسمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَكَ اِلَيكَ هٰذِه عَقِيقَةَ فُلَان ۔ زبان سے کہنا سنت ہے لیکن اگر کوئی دل میں نیت کرے تب بھی کافی ہے. عقیقہ کا گوشت کھانا، کھلانا، رکھنا اور صدقہ کرنا سب جائز ہے۔

نام رکھنا

نام کا مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے. یہ آدمی کی پہچان، اس کی دین و مذہب کا نشان، اس کی شخصیت کا پاسبان اور اس کے والدین کے جذبات کا ترجمان ہوتا ہے۔اسی لئے شریعت نے باپ ہی کو نام رکھنے کا حق دیا ہے لہذا باپ کو چاہیے کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ نام کے مسئلہ کی اہمیت کو سمجھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ’’تم قیامت کے دن اپنے نام اور اپنے باپ کے نام سے پکارے جاؤ گے لہذا اچھے نام رکھو‘‘۔

نام کے حوالے سے تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں تین باتوں کا خیال رکھنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ پہلا یہ کہ نام اچھا ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھے نام سے محبت رکھتے تھے. دوسری

بات یہ کہ نام بامعنیٰ ہو کیونکہ نام کا اثر ہوتا ہے، اگر اچھا معنیٰ ہوگا تو مثبت اثرات ظاہر ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ خراب نام بدل دیا کرتے تھے. تیسری بات یہ کہ اتنا طویل نہ ہو کہ لوگ بگاڑنے پہ مجبور ہوں۔ اس حوالے سے زیادہ مناسب یہی ہے کہ ہم بچوں کے نام رکھتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اولیاء کرام اور مشائخ عظام کے نام پیشِ نظر رکھیں اور اسی طرح بچی کے لئے ازواجِ مطہرات اور صحابیات کے نام مدنظر رکھیں جو بامعنیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ بابرکت بھی بہت ہوتے ہیں۔

یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ حقوقِ اولاد اور تربیتِ اولاد کے حوالے سے یہ پہلی سیڑھی ہے۔ اگر والدین اس میں اپنی مَن مانی کی بجائے دینِ اسلام کی تعلیمات کی پیروی کریں گے تو اللہ رب العزت بہترین تربیت کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائیں گے۔

بچوں کو سب سے پہلے کیا سکھائیں؟

بچہ جب بولنا شروع کرے تو بحیثیت مسلمان والدین کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس کی زبان سے لفظِ اللہ نکلے۔ یہ محسنِ حقیقی کا حق ہے، جن کے احسانات میں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ڈھکے ہوئے ہیں. یہ ان کی نعمتوں کا شکر بھی ہے اور والدین کے لئے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بھی۔

کلمہ طیبہ

اس کے بعد جب بچہ روانی کے ساتھ بولنا شروع کرے تو کلمہ طیبہ سکھانا چاہیے. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سب سے پہلا بول اپنے بچوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سکھاؤ''. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل تھا جب بچہ صاف بولنا شروع کرتا تھا تو سات مرتبہ پورا کلمہ طیبہ سکھاتے تھے. حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے

بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے بچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پورا کلمہ اس طرح سکھاتی تھیں، اپنے بچے سے فرماتیں کہو لا الہ الا اللہ کہو اشھد ان محمد رسول اللہ'' کلمہ طیبہ کے بعد کلمہ شہادت سکھانا چاہیے۔

کلمہ شہادت

اَشهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِيكَ لَه وَاَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُهٗ وَرَسُولُهٗ

کلمہ شہادت کے بعد ایمانِ مجمل سکھانی چاہیے۔

ایمانِ مفصل:

اٰمَنْتُ بِا للّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِوَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَالْمَوْتِ

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اچھی بُری تقدیر پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔

ایمانِ مجمل:

اٰمَنْتُ بَاللّٰهِ كَمَاهُوَبِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌبِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے۔

ایمانِ مفصل کے بعد زیادہ بہتر یہی ہے کہ چھ کلمے سکھائے جائیں۔

ایک ضروری بات

یہاں ایک ضروری بات یہ عرض کرنی ہے کہ بعض بچوں کی خوش قسمتی ہوتی ہے کہ انہیں محلے کی مسجد میں یہ چیزیں سکھانے کی سہولت میسر ہوتی ہے یا سکول میں اس پر توجہ دی جاتی ہے یا والدین نے بچوں کو دینی تعلیمات سکھانے کے لئے ٹیوشن کا انتظام کر رکھا ہوتا ہے. یہ تینوں باتیں خوش آئند ضرور ہیں مگر کافی نہیں، بلکہ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اس سے والدین دینی تربیت سے بری الذمہ نہیں ہو جاتے بلکہ والدین کے ذمہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچے کی نگرانی بہر حال رکھیں. بچوں کے ساتھ ہر روز نہ سہی تو دوسرے روز ضرور مذاکرہ کیا کرے جو سیکھا ہے وہ ان سے سنیں، شاباشی دیں، حوصلہ افزائی کے دو بول ضرور بولیں۔ان کو تھپکی دیں، ان کو سراہے، زیادہ مناسب یہی ہوگا کہ کسی ڈائری میں روزانہ کی بنیاد پر ان کی کارگردگی لکھی جائے۔

تربیت کا سنہرا وقت

والدین کو ہرگز نہیں بھولنا چاہیے کہ چھوٹے بچوں کا ذہن صاف، شفاف اور خالی ہوتا ہے۔ اس میں جو چیز بھی نقش کر دی جائے وہ پتھر پر لکیر جیسی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے. اگر بچوں کو گھر میں اچھی تربیت اور معاشرے میں اچھے ساتھی میسر آ جائیں تو وہ یقیناً معاشرے میں حقیقی مسلمان بن کر ابھرے گا۔

ماہرینِ نفسیات کے مطابق بچپن میں اولاد کی تربیت جوانی کے بالمقابل بہت آسان ہوتی ہے. جس طرح زمین سے اُگنے والے نرم و نازک پودوں کو بہ سہولت کہیں بھی موڑا جا سکتا ہے، اسی طرح بچوں کے خیالات و افکار اور طرزِ زندگی کو جس رُخ پر چاہے بہ

آسانی لایا جا سکتا ہے اور ان کی عقل جب پختہ ہو جائے تو اس میں تبدیلی ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہوتی ہے۔اس لئے ابتداء میں بچوں کی نگرانی اور صحیح تربیت والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

توحید کی تعلیم کے ساتھ حضور ﷺ کی محبت اور عظمت سیکھانا والدین کی تربیت میں شامل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " اپنے بچوں کو تین باتیں سیکھائے اپنے نبی ﷺ کی محبت، اہلِ بیت (حضور ﷺ کے گھر والوں) کی محبت اور قرآن عظیم الشان کی تلاوت، رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا نام، آپ ﷺ کے والدین کا نام، آپ کی پیدائش، ہجرت کے مقام کا نام، اور سیرت کے واقعات بچوں کو پڑھائے اور سیکھانے کا اہتمام کیا جائے۔

قرآن عظیم الشان کی تعلیم

ایک مسلمان بچے اور بچی کو توحید و سیرت کے بعد سب سے پہلے قرآن سکھایا جائے۔حضور ﷺ نے فرمایا ہے''تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے'' اور دوسری حدیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

''تم میں سے سب سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور قرآن سکھائے'' قرآن عظیم الشان دنیا اور آخرت کی کامیابی کی ضامن کتاب ہے۔اس لئے زیادہ بہتر تو یہی ہے کہ بچپن سے والدین بچوں کے لئے قرآن عظیم الشان یاد کرانے کا انتظام کریں، یہ والدین کے لئے ذریعہ نجات اور سبب شفاعت ہوگا۔ اگر کسی طور پر یہ ممکن نہ ہو تو والدین کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم قرآن عظیم الشان کی آخری دس سورتیں اور مشہور

چندصورتیں جیسا کہ سورہ یٰسین، سورۃ الملک، سورۃ الرحمن، سورہ واقعہ، اورسورہ کہف یاد کرانے کا اہتمام کریں۔ یہ بچے کووالدین کی طرف سے بہترین تحفہ ہوگا۔

نماز کی تعلیم وترغیب

تربیتِ اولاد کے حوالے سے والدین کی سب سے بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک نماز کی تعلیم وترغیب ہے۔نماز دینِ اسلام کا اہم رکن ہے۔اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل نماز ہے۔حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کوآنکھوں کی ٹھنڈک بتلایا ہے۔نماز دنیاوآخرت کی کامیابیوں کی ضامن ہے، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا. تعلیماتِ اسلام کے مطابق بچہ یا بچی جب سات سال کے ہوجائیں تو نماز سیکھنے اور نماز پڑھنے کی تعلیم شروع کرنی چاہیے اور دس سال کی عمر میں تو رحمتِ عالم محبوبِ دوجہاں حضورصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی کرنے کی اجازت بھی دی ہے.لہذا والدین کو چاہیے کہ اس اہم ذمہ داری کوبحسن وخوبی ادا کرنے کے لئے اللہ سے مدد مانگنے کے ساتھ ساتھ پوری محنت کرنی چاہیے. یہاں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ بچے کوطریقہ نماز اورالفاظ نماز خوب سکھائیں کیونکہ بچپن میں الفاظِ نماز کا سیکھنا آسان ہوتا ہے.اگر بچپن میں نماز صحیح طریقہ سے نہیں سیکھ سکا تو پوری زندگی یہ کمی برقراررہنے کا قوی امکان ہے۔سمجھنے کی بات یہ ہے کہ نماز کا پڑھنا بھی فرض ہے اور نماز میں جوفرائض، شرائط اور واجبات ہیں ان سب کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔اللہ ہم سب کے لئے آسان بنادے۔

مسنون دعائیں

والدین کا اپنے بچوں کوایک بہترین تحفہ مسنون دعاؤں کا یادکرانا بھی ہے مسنون دعاؤں کی وجہ سے بچے کی زندگی میں برکت آتی ہے اورمسنون دعاؤں کی وجہ سے اللہ

رب العزت بہت سارے مسائل، مصائب، مشکلات اور آفات سے بچاتے ہیں۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مسنون دعاؤں میں اسلام کی بڑی اہم تعلیمات ہیں، ان کے پڑھنے اور سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا بار بار اقرار ہوتا ہے اور دل وزبان پر بار بار یہ بات آتی ہے کہ اللہ ہی نے پیدا فرمایا ہے، اسی نے زندہ رکھا، اسی نے سُلایا، اسی نے سوتے سے جگایا، اسی نے کھلایا اور اسی نے پلایا اور پہنایا، اسی کے حکم سے صبح ہوتی ہے، اسی کے حکم سے شام ہوتی ہے، سفر اور حضر میں وہی محافظ ہے، دشمنوں کے شر سے وہی بچاتا ہے، شیطان سے وہی محفوظ رکھتا ہے، ہر دکھ کو دور کرنے والا وہی ہے، بارش اسی کے حکم سے آتی ہے، ہوائیں اسی کے حکم سے چلتی ہیں، ہر خیر کا سوال اسی سے کرنا چاہیے اور ہر شر سے محفوظ رہنے کے لیے اسی کو پکارنا چاہیے۔ ہر مصیبت میں اسی کو پکارو، ہر مجلس اور ہر موقع اور ہر مقام میں اسی کو یاد کرو اور نعمت کے حاصل ہونے پر اور ہر دکھ تکلیف کے چلے جانے پر اسی کا شکر ادا کرو''۔

چنانچہ جو دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ بچہ کو سکھا کر ان کے معمولات زندگی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بلاشبہ یہ بچے کے ساتھ والدین کا بہت بڑا احسان ہوگا اور والدین کے لئے صدقہ جاریہ بھی ہوگا۔

آدابِ زندگی

کھانا، پینا، سونا، جاگنا ہر انسان کی روزمرہ ضرورتیں ہیں والدین اگر بچوں کو ان سب کے آداب سکھائیں تو بچہ ایک مہذب، باشعور، باکردار اور بااخلاق زندگی گزارے گا۔ ایسے لوگ معاشرے میں نمایاں کردار ہوا کرتے ہیں۔ اگر بچپن میں والدین چند ہفتہ آدابِ زندگی سکھانے کی کوشش کریں تو بلاشبہ پوری زندگی اچھے ثمرات

اوراثرات سے وہ خودبھی اور بچے سے وابستہ لوگ لطف اندوز اور مستفید ہوں گے۔

لباس کے آداب واحکام

والدین کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ بچپن ہی سے بچوں کو حیا کی تعلیم دیں۔کپڑے حیا یا بے حیائی کا بڑا ثبوت ہوتے ہیں، اس لئے بچپن ہی سے بچوں کوایسا کپڑا نہ پہنائیں جس سے بے حیائی کا اظہار ہوتا ہے۔بہت سارے لوگ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ ابھی تو بچی ہے، چھوٹی ہے۔مگرسوچنے کی بات یہ ہے بچی جیسے لباس کی عادی ہوتی ہے وہی پہننے کی ضد کرتی ہے۔لہٰذا بچپن سے بچوں اور بچیوں کوشرعی لباس پہنائیں۔

اب ذہنوں میں یہ سوال ضرورا بھرے گا کہ شرعی لباس کیا ہے؟

شرعی لباس کے حوالے سے شریعت نے کچھ حدود وقیود بیان کی ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

1) لباس اتنا چھوٹا، باریک یا چست نہ ہو کہ جسم کے جن اعضاء کا چھپانا واجب ہے وہ یا ان کی ساخت ظاہر ہو جائے۔

2) لباس میں مرد عورتوں کی یا عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار نہ کریں۔

3) کفار وفساق کی نقالی اور مشابہت نہ ہو۔

4) مرد شلوار، پائجامہ یا تہبند وغیرہ اتنا نیچے نہ پہنیں کہ ٹخنے یا ٹخنوں کا کچھ حصہ چھپ جائے اور نہ ہی خواتین شلوار وغیرہ اتنی اونچی پہنیں کہ ان کے ٹخنے ظاہر ہو جائیں۔

5) مرد کے لیے خالص ریشم پہننا حرام ہے۔

6) لباس صاف ستھرا ہو، نیز مردوں کے لیے سفید رنگ پسندیدہ ہے۔

بڑوں کی عزت

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو بڑوں کی عزت واحترام سکھائیں، یہ والدین کی طرف

سے بچوں کو انتہائی قیمتی تحفہ ہو گا، کیونکہ بڑوں کی عزت وتکریم ایمان کی علامت ہے۔ سرورِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں" وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا حقِ (بزرگی) نہیں پہچانتا۔'' اسی طرح حدیثِ مبارکہ میں بڑوں کا احترام خیر و برکت کا ذریعہ بھی بتلایا گیا ہے اور یہ بھی ارشادِ مبارکہ ہے" جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کا اُس کے بڑھاپے ہی کی وجہ سے ادب واحترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس جوان کے بوڑھے ہونے کے وقت ایسے بندے مقرر کر دے گا جو اُس وقت اس کا ادب واحترام کریں گے''۔ اس کے علاوہ بڑوں کا احترام بہترین معاشرے کی بنیاد بھی ہے، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ بچے کے والدین ترغیب کے ساتھ ساتھ عمل کے ذریعے بھی سکھائیں، یعنی والدین خود بھی بڑوں کے ساتھ عزت وتکریم سے پیش آئیں. کیونکہ بچے وہی کرتے ہیں جو بڑے کرتے ہیں۔ اس حوالے سے والدین بچوں کو ترغیب دلائیں کہ بڑوں، بزرگوں کے آنے پہ چھوٹوں کا احتراماً کھڑے ہونا اچھی عادت ہے اور بڑوں کو مخاطب کرتے وقت لفظِ آپ استعمال کیجئے لفظِ تم سے نہیں، گھر سے نکلتے وقت بڑوں کی دعا لیکر نکلنا چاہیے اور گھر میں آتے وقت بڑوں کو سلام کر کے کچھ وقت ان کیساتھ بیٹھنا چاہیے۔ اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کی اگر والدین بچپن سے ترغیب دیں گے تو رفتہ رفتہ ان کی طبعیت کا حصہ بن جائیگا اور پوری زندگی بچہ خود بھی اور جن لوگوں کے ساتھ ان کا واسطہ پڑتا ہے وہ بھی بچے کے والدین کو دعائیں دیں گے. اور اس سے بڑی بات یہ کہ اللہ پاک بھی راضی ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک جماعت میں بھی ان کا شمار ہو گا۔

ملاقات کے آداب

بچہ جب ایامِ شعور میں داخل ہونے لگتا ہے تو ان کو روزمرہ اپنے ہم عمر بچوں کے

ساتھ یا بڑوں کے ساتھ ملنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اس حوالے سے ضروری ہے کہ بچے کو ملاقات کے آداب سکھائے جائیں تاکہ آپ کا بچہ مہذب اور بااخلاق بچے کے طور پر یاد کیا جائے، جو بہترین معاشرے کے وجود اور فروغ میں کلیدی حصہ ہے۔ اس حوالے سے دینِ اسلام کی تعلیمات سے بچوں کو درج ذیل باتیں یاد کروانی چاہیں۔

ملاقات کے وقت سب سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہیے۔

سلام کرتے اور سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنت ہے۔

☆ سلام کرنے سے آپس میں محبت پیدا ہوگی۔

☆ سلام جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

☆ سلام کرنا حسنِ تعامل کی علامت ہے، اس سے لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے کا حق ادا ہوتا ہے۔

☆ سلام کرنے سے تواضع پسندی عیاں ہوتی ہے۔

☆ سلام گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی سنت ہے اور حدیث شریف میں مصافحہ کو سلام کی تکمیل قرار دیا گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں "جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہو جاتا ہے کہ ان کی دعاؤں کو سنے اور دونوں ہاتھوں کے الگ ہونے سے پہلے اُن کی مغفرت فرما دے۔"

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا سنت اور افضل ہے۔ پہلے سلام اور پھر مصافحہ کرنا چاہیے، کیوں کہ سلام کے بغیر صرف مصافحہ خلافِ سنت ہے۔ اگر کوئی کسی کام میں مشغول ہو تو صرف سلام ہی کافی ہے مصافحہ کرتے وقت دوسرے کی راحت کا خیال ضرور رکھنا چاہیے۔

گفتگو کے آداب

والدین کی ذمہ داریوں میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ بچپن سے اپنے بچوں کو گفتگو کے آداب سکھائیں۔گفتگو اپنی بات کہنے اور دوسروں کی بات سننے کو کہتے ہیں۔ اگر والدین ابتداء سے ہی آدابِ گفتگو سکھائیں تو بچہ عزت واحترام کے ساتھ کامیابی کی زندگی گزار سکتا ہے۔ذیل میں کچھ آداب ذکر کیے جاتے ہیں جس کی تعلیم وترغیب اولاد کے لئے نہایت فائدہ کا سبب ہوگی۔

1) ہمیشہ سچ بولیے، سچ بولنے میں کبھی جھجھک نہ محسوس کیجیے چاہے کیسا ہی عظیم نقصان ہو۔

2) ضرورت کے وقت بات کیجیے اور جب بھی بات کیجیے کام کی بات کیجیے۔ ہر وقت بولنا اور بے ضرورت باتیں کرنا وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہے اور اللہ کے یہاں ہر بات کا جواب دینا ہے۔آدمی جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اللہ کا فرشتہ اسے فوراً نوٹ کر لیتا ہے۔

3) جب بات کیجیے نرمی کے ساتھ کیجیے، مسکراتے ہوئے میٹھے لہجے میں کیجیے۔ ہمیشہ درمیانی آواز میں بولیے نہ اتنا آہستہ بولیے کہ مخاطب سن ہی نہ سکے اور نہ اتنا چیخ کر بولیے کہ مخاطب پر رعب جمانے کا خطرہ ہونے لگے۔

4) کبھی کسی بری بات سے زبان گندی نہ کیجیے، غیبت والی بات نہ کرے، دوسروں کی برائی نہ کیجیے، چغلی نہ کھایئے، شکایتیں نہ کیجیے، دوسروں کی نقلیں نہ اتاریئے، جھوٹا وعدہ نہ کیجیے، کسی کی ہنسی نہ اڑایئے، فقرے نہ کسیے، کسی پر طنز نہ کیجیے، کسی کو ذلت کے نام سے نہ پکاریئے، بات بات پر قسم نہ کھایئے۔

5) جاہل باتوں میں الجھانا چاہیں تو مناسب انداز سے سلام کر کے وہاں سے رخصت

ہوجائیے۔فضول باتیں کرنے والے اور بکواس میں مبتلا رہنے والے لوگ امت کے بدترین لوگ ہیں۔

6) ہمیشہ مختصر اور مقصد کی بات کیجیے، بلا وجہ گفتگو کو طول دینا نامناسب ہے۔

7) دو آدمی بات کررہے ہوں تو اجازت لئے بغیر دخل نہ دیجیے اور نہ کبھی کسی کی بات کاٹ کر بولنے کی کوشش کیجیے۔ بولنا ضروری ہی ہوتو اجازت لے کر بولیے۔

8) ٹھہر ٹھہر کر سلیقے اور وقار کے ساتھ گفتگو کیجیے، جلدی اور تیزی نہ کیجیے نہ ہر وقت ہنسی مذاق کیجیے، اس سے آدمی کی وقعت جاتی رہتی ہے۔

9) کوئی کچھ پوچھے تو پہلے غور سے اس کا سوال سن لیجیے اور خوب سوچ کر جواب دیجیے۔ بغیر سوچے سمجھے الٹ جواب دینا بڑی نادانی ہے اور اگر کوئی دوسرے سے سوال کررہا ہوتو خود بڑھ بڑھ کر جواب نہ دیجیے۔

10) کوئی کچھ بتارہا ہوتو پہلے ہی نہ کہیے کہ ہمیں معلوم ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس کے بتانے سے کوئی نئی بات سمجھ میں آجائے یا کسی خاص بات کا دل پر کوئی خاص اثر ہوجائے۔ اس لئے کہ بات کے ساتھ ساتھ بات کرنے والے کا اخلاص اور نیکی بھی اثر کرتی ہے۔

11) جس سے بھی بات کریں، اس کی عمر، مرتبے اور اس سے اپنے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے بات کیجیے۔ ماں، باپ، استاد اور دوسرے بڑوں اور دوستوں کی طرح گفتگو نہ کیجیے۔ اسی طرح چھوٹوں سے گفتگو کریں، تو اپنے مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے شفقت اور بڑے پن کی گفتگو کیجیے۔

12) دوسروں کی زیادہ سنیے اور خود کم سے کم بات کیجیے اور جو بات کیجیے اور جو بات راز کی ہو، وہ کسی سے بھی بیان نہ کیجیے۔ اپنا راز دوسرے کو بتا کر اس سے حفاظت کی امید رکھنا سراسر نادانی ہے۔

سونے کے آداب

سوتے وقت باوضو ہوکر سونا سنت ہے۔

عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے، مگر علم کے سیکھنے، گھر والوں اور مہمان سے عشاء کے بعد بھی بات کرنا درست ہے۔

سوتے وقت بسم اللہ پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑنا سنت ہے۔

سونے سے پہلے یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔

اَللّٰھُمَّ بِاسمِكَ اَمُوتُ وَاَحیَا

آیت الکرسی پڑھ کر سونا سنت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جب تو اپنے بستر پر آئے تو آیت الکرسی پڑھ، تو اللہ کی طرف سے ایک محافظ ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں پھٹکے گا۔

آدمی جب بستر پر آئے تو دونوں ہاتھوں کو جوڑ لے اور سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سور الناس پڑھ لےتو دونوں ہاتھوں میں پھونکے اور اپنے جسم پر جہاں تک ہو سکے انھیں پھیر لے اور (ہاتھوں کو) پھیرنے کی ابتداء سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے کرے۔ یہ عمل تین بار کرنا سنت ہے۔

سوتے وقت چونتیس (34) مرتبہ اللہ اکبر تینتیس (33) مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس (33) مرتبہ الحمد للہ پڑھنا سنت ہے۔

سونے کے لیے لیٹنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں کروٹ پر دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے سوئے۔ اگر مکمل وقت اسی کیفیت سے سونا مشکل ہو تو کم

ازکم سونے کے لیے لیٹتے وقت اس ہیئت پر لیٹ جائے۔ بصورتِ دیگر سیدھا لیٹنے میں بھی حرج نہیں۔ البتہ پیٹ کے بل اُلٹا لیٹ کرسونا ناپسندیدہ اور ممنوع ہے، ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل الٹا لیٹے دیکھا تو فرمایا: ایسے (پیٹ کے بل الٹا) لیٹنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

جاگنے کے آداب

نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ دعا پڑھنا سنت ہے

الحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذی اَحیَانَا بَعدَ مَااَمَاتَنَا وَاِلیهِ النُّشُورِ

نیند سے بیدار ہونے کے بعد اپنی آنکھوں کو مَلنا سنت ہے.

نیند سے بیدار ہونے کیبعد فوراً اٹھ کر جانے کے بجائے تھوڑی دیر بیٹھ جانا زیادہ مناسب ہے تاکہ ذہن بیدار اور جسم نارمل ہو جائے۔

نیند سے بیداری کے بعد جوتوں کو پاؤں میں ڈالنے سے پہلے جھاڑ لینا سنت ہے تاکہ اس کے اندر کوئی موذی کیڑا اور جانور نہ ہو۔

نیند سے بیدا ہونے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے. حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے سرہانے مسواک رکھتے تھے. جو نیند سے بیداری کے بعد کیا کرتے تھے۔

کھانے کے آداب

کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھونا سنت ہے۔

کھانے سے پہلے ''بِسمِ اللّٰہِ وَ عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہ'' پڑھنا چاہیے۔اس کا آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ کھانے سے پہلے دعا پڑھنے کی ذمہ داری بچے کو سونپی جائے کہ جب بھی دسترخوان تیار ہوگا بلند آواز کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا آپ کی ذمہ داری ہوگی۔ اگر چند

ہفتوں تک یہی معمول جاری رہے تو یقینی طور پر بچے کی مستقل عادت بن جائیگی۔

دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے کھانا نہ کھائے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔اگر دائیں ہاتھ سے کھانے میں کوئی عذر ہو تو بائیں ہاتھ سے کھانا،ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک نہیں مارنی چاہیے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

اپنے سامنے موجود کھانے میں سے کھانا، دوسرے کے سامنے سے ہاتھ بڑھا کر کسی چیز کو نہیں اٹھانا چاہیے اور نہ ہی کھانے کے درمیان سے کھائے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ''اے لڑکے! اللہ کا نام لے کر، اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور جو تمھارے سامنے ہے اس میں سے کھا۔

کھانا اگر پسند نہ ہو تو خاموشی سے اٹھ جانا چاہیے، کھانے میں عیب نکالنا خلافِ سنت ہے۔

کھانے کے بعد اَلحَمدُلِلّٰہِ الَّذِی اَطعَمَنَا وَ سَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ المُسلِمِین پڑھنا مسنون ہے .ان دعاؤں۔میں اللہ کی حمد وثنا کی جاتی ہے جس سے اللہ خوش ہوتے ہیں اور اپنے بندوں کو بہتر رزق عطا کرتا ہے۔

پانی پینے کے آداب

پانی پیتے وقت شروع میں ''**بسم اللہ**'' پڑھنا، اور پانی پی لینے کے بعد ''**الحمد للہ**'' کہنا سنت ہے۔

پانی دائیں ہاتھ سے پینا سنت ہے، اس لیے بِلا ضرورت بائیں ہاتھ سے نہیں پینا چاہیے۔

پانی سکون واطمینان سے پینا چاہیے، ایک ہی سانس میں سارا پانی غٹا غٹ پی جانا بہتر نہیں ہے۔ پانی دوسانس یا تین سے زائد سانس میں پینا بھی درست ہے، البتہ تین سانس میں پانی پینا سنت اور افضل ہے۔

اسی طرح اگر ایک سے زائد گلاس پانی پینا ہو تو اس میں بھی ہر ہر گلاس کو تین سانس میں پینا زیادہ مناسب ہے۔

پانی پینے کے دوران جب سانس لینے کی نوبت آئے تو برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لے، برتن میں سانس نہ لے۔

کسی عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پانی پینا تو بالکل جائز ہے، البتہ کوئی عذر نہ ہو تو کھڑے ہو کر پینا جائز تو ہے لیکن اچھا نہیں ہے، بلکہ سنت یہی ہے کہ بیٹھ کر پانی پیئے۔

جس برتن کا کوئی کنارہ ٹوٹا ہوا ہو اور اس میں پانی پینے کی نوبت آئے تو اس ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی نہ پیئے۔

پانی پیتے وقت پانی کو دیکھ لینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں کوئی ایسی چیز منہ میں چلی جائے جو کہ نقصان دینے والی ہو۔

محفل میں موجود افراد کو پانی پلانا ہو تو دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے، اور بہتر یہ ہے کہ پلانے والا سب سے آخر میں پیئے۔

یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ تربیت کے معاملہ میں والدین کے ذمے ممکن حد تک محنت اور کوشش ہے باقی نتائج کے وہ ذمہ دار نہیں ہوں گے، البتہ والدین کی محنتیں اور کاوشیں ثمر بار ثابت ہونے کے لئے قرآن عظیم الشان اور احادیثِ مبارکہ میں جس

چیز کی تاکید بار بار کی گئی ہے وہ خود والدین کی فرمانبرداری ہے لہذا والدین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ تربیتِ اولاد کے ساتھ ساتھ خود بھی اپنے والدین کا ممکن حد تک عزت و احترام کریں، ان کی خدمت میں پیش پیش رہنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا صلہ یقینی طور پر دنیا و آخرت میں ضرور ملے گا۔